ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش

| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | محمد رسول اللہ (ﷺ) |
| مؤلف | : | ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) |
| قیمت | : | بالکل مفت |
| صفحات | : | 26 |
| سن اشاعت | : | جمادی الاول 1438ھ February 2017 |
| ناشر | : | اصحاب الحدیث (AshabulHadith.com) |

# فہرست

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰہ رب العالمين و الصلاة و السلام على أشرف الأنبياء و المرسلين نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين، و بعد

# محمد (ﷺ) کون ہیں؟

## نبی (ﷺ) کا نسب:

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم اور ہاشم قریش کے قبیلے میں سے ہیں، اور قریش کا قبیلہ بنو عدنان سے ہے۔ اور بنو عدنان سیدنا اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں۔ اسماعیل (علیہ السلام) ابراہیم (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔ اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کا نسب ابراہیم (علیہ السلام) تک جاتا ہے۔

## نبی (ﷺ) کی کنیت:

آپ (ﷺ) کے بڑے بیٹے کا نام قاسم تھا اس لیے آپ (ﷺ) کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

## نبی (ﷺ) کے پانچ پیارے نام:

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ

رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں میں محو کرنے والا ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹاتا ہے اور حاشر ہوں کہ (قیامت کے دن) سب لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں (کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔

(بخاری)

**محمد**: مخلوقات میں سے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو اسے محمد کہتے ہیں اور یہ نام اللہ تعالیٰ کے پیارے

پیغمبر ( ﷺ ) سے پہلے کسی کا نام نہیں تھا۔ یہ نام انمول ہے، خاص ہے اور خاص شخصیت کے لئے ہے۔

**احمد** : سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔

**ماحی** : مٹانے والا، کفر کو مٹانے والا۔

**حاشر** : میدان محشر میں جن کے سامنے لوگ کھڑے ہوں گے اور حشر ہوگا۔

**عاقب** : جس کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔

## نبی ( ﷺ ) کی جائے پیدائش اور تاریخ وفات:

آپ ( ﷺ ) کی پیدائش مکہ مکرمہ میں، پیر کے دن، ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی۔ آپ ( ﷺ ) کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا 9 ربیع الاول ہے، بعض نے کہا 10 ربیع الاول ہے، بعض نے 11 ربیع الاول اور بعض نے 12 ربیع الاول کہا ہے۔ اور سب سے زیادہ قوی قول 9 تاریخ کا ہے، جیسے کہ مورخین کہتے ہیں۔ جبکہ 12 ربیع الاول کو آپ کی پیدائش میں شدید اختلاف ہے۔ اس کے برعکس امت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ( ﷺ ) کی وفات 12 ربیع الاول کو ہوئی ہے۔

## نبی ( ﷺ ) کے گھر والے:

والدین: والد کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے۔

بیویاں : اللہ کے پیارے پیغمبر ( ﷺ ) کی 11 بیویاں تھیں۔ ان میں سے بعض کے نام سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ زینب ( رضی اللہ عنہن اجمعین ) ہیں۔

بچے: اللہ کے پیارے پیغمبر ( ﷺ ) کے 7 بچے تھے۔ ان میں سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان کے نام بغیر ترتیب کے مندرجہ ذیل ہیں: قاسم، زینب، رقیہ، فاطمہ، ام کلثوم، عبداللہ اور ابراہیم۔ اور سب کی وفات آپ ( ﷺ ) کی زندگی میں ہوئی سوائے سیدہ فاطمہ ( رضی اللہ عنہا ) کے، جو آپ ( ﷺ ) کی وفات کے 6 مہینے بعد فوت ہوئیں۔

رشتہ دار: اللہ کے پیارے پیغمبر ( ﷺ ) کے 11 چچا تھے اور 6 پھوپھیاں تھیں۔ ان میں سے 2 چچا اور 1 پھوپھی مسلمان ہوئے۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں: سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب، سیدنا عباس بن

عبدالمطلب اور صفیہ بنت عبدالمطلب (رضی اللہ عنہم)۔

## محمد (ﷺ) کا حلیہ مبارک

چہرہ مبارک: گول، پرکشش، گورا، روشن رنگ، سرخی آمیز، چودھویں کے چاند جیسا۔

چہرہ کے متعلقات: رخسار ہلکے، پیشانی کشادہ، بھویں باریک اور کامل، آنکھیں بڑی، داڑھی گھنی۔ بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ ہم پیچھے سے کھڑے ہو کر اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کی داڑھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ سفید بالوں کی تعداد بیس تھی۔

نبی (ﷺ) دنیا میں ایسی شخصیت ہیں جن کی داڑھی کے سفید بال بھی گنے گئے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے صرف سنت کو محفوظ نہیں کیا، صرف اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) کے فرمان کو محفوظ نہیں کیا، بلکہ ان کا حلیہ مبارک یہاں تک کہ داڑھی کے سفید بال کتنے ہیں یہ بھی گن لیے۔

سر، گردن اور بال کے تعلق سے: سر بڑا، گردن لمبی، بال لمبے، درمیان سے مانگ۔

قد و قامت اور جسامت: قد خوبصورت، قامت معتدل، جسامت معتدل، بدن بھرا ہوا، کندھے چوڑے، قدم کشادہ۔

## محمد (ﷺ) کو نبوت اور رسالت کیسے ملی؟

اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کو نبوت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (سورۃ العلق:۱)

غار حرا میں یہ سب سے پہلی وحی تھی۔ جو دین اسلام کا سب سے پہلا اور بنیادی پیغام ہے۔ اس وقت اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کی عمر 40 سال تھی۔ دین کی بنیاد علم ہے اور علم حاصل کرنے سے آتا ہے مسلمان کبھی جاہل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کا امتی، اگر سچا امتی ہے تو جاہل نہیں ہو سکتا۔ یہ علم والی امت ہے اور جب بھی اس امت نے علم کا اہتمام کیا، خاص طور پر اس دین کا اہتمام کیا،

یہ امت سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہوئی۔ساری امتوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور جیسے ہی اس امت نے علم کے راستے کو چھوڑا تو وہ ذلیل اور خستہ حالت ہوگئی۔اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کو رسالت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی:

﴿ يَآأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنْذِرْ ○﴾

اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو آگاہ کرو (سورۃ المدثر: ا۔۲)

شرک سے آگاہ کرنے کو کہا جا رہا ہے۔اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کی نبوت کی زندگی 23 سالوں پر محیط تھی۔ان 23 سالوں میں پوری دنیا میں جو تبدیلی آئی ہے کوئی دوسرا انسان کر ہی نہیں سکتا اور نہ کبھی کوئی کر سکے گا۔مکہ کا شہر، ہر طرف سے پہاڑ اور صحرا سے گھیرا ہوا تھا۔جہاں پر پانی ملنا بھی مشکل تھا۔سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں کلمہ توحید کا پیغام فرانس اور یورپ تک پہنچ چکا تھا۔23 سالہ زندگی وحی کی زندگی ہے۔اس 23 سالہ زندگی کی تقسیم دو حصوں میں ہوتی ہے۔13 سالہ مکی زندگی اور 10 سالہ مدنی زندگی۔13 سالہ مکی زندگی میں ایک ہی دعوت تھی، ایک ہی پیغام تھا

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ○﴾

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں (الفاتحۃ: 5)

نماز کا حکم اور اس کی فرضیت مکہ میں ہجرت سے 2 سال پہلے ہوئی۔لیکن اس کی تفصیلات بعد میں مدینہ میں مکمل ہوئی۔پہلے پورے 10 سال مکی زندگی میں صرف اور صرف توحید تھی۔آج دعوت توحید کے لیے اگر ہم دو درس ایک ساتھ دے دیں تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ کیا توحید توحید کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔کبھی نماز پر بات کرو، زکوۃ پر بات کرو، کبھی روزے پر بات کرو، کبھی حسن اخلاق کی بات کرو، رشتے داروں کے حقوق کے متعلق بات کرو، یہ کیا توحید کو پکڑا ہوا ہے۔10 سال اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) نے صرف توحید کی دعوت دی۔اور نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال صرف توحید کی دعوت دی۔دوسری کوئی اور دعوت نہیں تھی۔جب توحید کو نہیں مانا تو دوسری کیا دعوت دیتے۔نوح علیہ السلام نے اس قوم کو دعوت دی ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، استغفار کرو، شرک سے توبہ کرو۔اگر

شرک ہے تو پھر کوئی اور عبادت باقی نہیں رہے گی۔شرک سے توبہ سب سے پہلے ہے۔ ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنْذِرْ ○﴾اے کپڑا اوڑھنے والے(1) کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے(2) (شرک سے لوگوں کو آگاہ کرو)۔دس سالہ مدنی زندگی میں نماز کی تفصیل ہے، روزے ہیں، زکوۃ ہے، حج ہے، جہاد ہے۔باقی سارے کے سارے جو احکام ہیں وہ مدینہ میں نازل ہوئے۔اور توحید کا پیغام بھی جاری رہا۔

# کیا نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے؟

اللہ تعالی سورت الحج آیت نمبر 52 میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ ۔۔۔الأية﴾

"ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا" (الحج:52)

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔رسول کا لفظی معنی: پیغام پہنچانے والا، اور شرعی معنی: اللہ تعالی کے پیغام (وحی) کو پہنچانے والا۔

وحی نازل ہوتی ہے پھر اس پیغام کو آگے بھی پہنچانا ہے۔ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں :(کہ نبی مومنوں کی طرف بھیجا جاتا ہے، اور رسول مشرکوں کی طرف بھیجا جاتا ہے) جب تک شرک نہیں تھا تب تک رسول بھی نہیں تھا۔سب سے پہلے رسول نوح (علیہ السلام) ہیں۔آدم (علیہ السلام) سے لے کر نوح (علیہ السلام) تک دس پیڑھیوں کا عرصہ تھا۔اس میں کوئی شرک تھا ہی نہیں۔اسی لیے رسول بھی نہیں بھیجے گئے۔صحیح بخاری میں معروف شفاعت کی حدیث میں ہے کہ جب لوگ آدم (علیہ السلام) کے بعد سفارش کے لیے سب سے پہلے رسول نوح (علیہ السلام) کی طرف جائیں گے تا کہ حساب شروع ہو اور یہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔تو سب سے پہلے رسول آدم (علیہ السلام) نہیں ہیں بلکہ نوح (علیہ السلام) ہیں۔آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں شرک تھا ہی

نہیں۔جنت سے زمین پر موحد اترے۔اولاد مومن اور موحد تھی۔اولاد بڑھتی گئی۔توحید باقی رہی لیکن باقی اور گناہ موجود تھے۔ جیسے کہ قتل،حسد، جھوٹ، بدکاری، زنا کاری اور گانا بجانا وغیرہ۔ بہت کچھ تھا، لیکن شرک نہیں تھا۔سب سے پہلے شرک کا آغاز نوح (علیہ السلام) کے زمانے میں ہوا۔صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سورت نوح آیت نمبر23 کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ پانچ بت تھے۔ ود، سواع ،یغوث یعوق،نسر۔ یہ پانچوں حقیقتا اللہ تعالی کے نیک اور صالح بندے تھے۔ جب یہ مر گئے، پھر ان کی تعظیم کی گئی اور ان کے مجسمے بنا کر اپنی مجلسوں میں رکھنے لگے۔ بعد میں جب علم جاتا رہا تو ان کی عبادت شروع ہو گئی۔

## محمد رسول اللہ اور اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ کا معنیٰ

### محمد رسول اللہ کا معنیٰ:

یہ جملہ اسمیہ ہے۔محمد مبتدا ہے۔رسول خبر ہے۔اور اللہ تعالی کا اسم کریم مضاف الیہ ہے۔محمد کی خبر ہے، رسول اللہ۔ یہ خبر ہے، کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے رسول ہیں۔اور اس خبر کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ کیونکہ خبر دینے والا اللہ تعالی ہے۔اور اللہ تعالی کی خبر کی تکذیب کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالی کے فرمان کو جھٹلانا کفر ہے۔اس جملے میں ہمیں یہ پیغام ملتا ہے، کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے رسول ہیں۔

### اشہد کا معنیٰ :

اشہد جملہ فعلیہ ہے۔اشہد کا مطلب ہے میں گواہی دیتا ہوں۔ گواہی کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔اور گواہی کے لیے علم اور یقین کا ہونا فرض ہے۔دنیا میں بھی جب قاضی کے پاس کوئی مسئلہ پہنچتا ہے، اور وہ فیصلہ کرنے سے پہلے گواہوں کو بلاتا ہے تو ان گواہوں میں سے کون سا گواہ صحیح ہوتا ہے؟ کس کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے؟ جس کا علم یقینی ہو۔ جب میں کہتا ہوں اشہد: تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے علمی یقین ہے۔ میں گواہی دے رہا ہوں۔یعنی علم اور یقین کی بنیاد پر میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

## اَنَّ کا معنی :

یہ تاکید کے لیے ہے۔اس گواہی کی مزید تاکید ہے۔کوئی شک کی گنجائش نہیں۔اورشک کرنا کفر ہے۔ جس نے شک کیا کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے رسول ہیں، وہ کافر ہے۔دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ گواہی بھی ہے پھراس گواہی کی تاکید بھی ہے۔

## عبدہ کا معنی:

اللہ تعالی کی بندگی کرنے والے،سب سے افضل بندے۔اورعبد کبھی معبود نہیں ہوسکتا۔غلو کی گنجائش نہیں ہے۔جس نے بھی بندوں میں سے کسی کو معبود کا درجہ دیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔غلو کرنا کفر ہے۔

## رسولہ کا معنی:

اللہ تعالی کے پیغام کو پہنچانے والے۔سب سے افضل رسول،اوررسول کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔تکذیب کی کوئی گنجائش نہیں۔تکذیب کرنا کفر ہے۔

# محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کیا حقوق ہیں؟

محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں۔لیکن ان کے کیا حقوق ہیں ہم پر؟ جب میں کہتا ہوں "اشھد ان محمد أعبدہ ورسولہ" اب میرے اوپر یہ فرض ہے، کہ میں یہ جان لوں کہ اللہ کے پیغمبر (ﷺ) کے حقوق کیا ہیں۔

## نبی (ﷺ) کا پہلا حق : رسالت پر ایمان

یہ حق سب سے اہم ہے،رسالت پر ایمان کا سب دعوی کرتے ہیں۔اوراس سے اکثر غافل ہیں۔رسالت پر ایمان اللہ کے رسول کے حقوق میں سے سب سے عظیم حق ہے۔اگر ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔اللہ تعالی سورت النساء آیت نمبر136 میں فرماتے ہیں۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

"اے ایمان والو!اللہ اوراس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ۔" (النساء :136)

حکم ہے! ایمان لانا ضروری ہے۔ اے ایمان والو! ایمان لاؤ۔ فعل امر وجوب یا فرضیت کے لیے ہے۔ اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) فرماتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ اس امت کا کوئی بھی یہودی اور نصرانی جو میرے بارے میں سنے اور وہ اس حالت پر مرے کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے جسے دیکر میں بھیجا گیا ہوں تو اس کا ٹھکانہ جہنم والوں میں سے ہوگا۔ (مسلم)

جو رسالت پر ایمان نہیں لاتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یعنی جس کو رسول پر ایمان پر ذرا سا بھی شک ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ رسالت پر ایمان ارکان ایمان میں سے چوتھا رکن ہے۔ اور یہ (رسول اللہ ﷺ پر ایمان) سب سے اہم ہے۔

## رسالت پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے؟

مجھے رسالت پر ایمان ہے۔ اس کا مطلب محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے نبی ہونے پر ایمان ہے۔ تو اس کا کیا معنی ہے؟ یہ لفظ، یہ معنی کیا تقاضہ کرتا ہے؟ یہ چار چیزیں یاد کرلیں۔

### رسالت پر ایمان لانے کا پہلا طریقہ: خبر کی تصدیق کرنا

جو بھی آپ (ﷺ) فرماتے ہیں، اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ یہ قرآن مجید اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ یہ کس سے ملا ہمیں؟ اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) سے اس کی تصدیق ہوئی۔ جو آپ (ﷺ) کا فرمان ہے، اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ مثلاً، اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ صحیح بخاری کی پہلی روایت۔ میرا ایمان ہے کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ کیوں؟ کیونکہ یہ نبی (ﷺ) کا فرمان ہے۔ ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے ان کے جو انکار کرتے ہیں، اور انکار وہ کرتے ہیں جو نبی (ﷺ) کی اتباع نہیں کرتے۔ یہی جہنم میں داخل ہوں گے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ تو خبر کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ جو کچھ بھی آپ (ﷺ) کا فرمان

ہے، اس کی تصدیق کرنا فرض ہے، اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (سورۃ الفرقان: 37)

اور قوم نوح نے بھی جب رسولوں کو جھوٹلایا تو ہم نے انھیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لئے انھیں نشان عبرت بنا دیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

وہ بھی ظالم تھے۔ ہر زمانے میں جو بھی ظالم آتے رہیں گے، جو ایسا ظلم کریں گے۔ یہی سزا ان کے لیے بھی ہے۔ قوم نوح نے کتنے رسولوں کو جھٹلایا؟ صرف ایک رسول کو جھٹلایا۔ لفظ کیا ہے؟ " كَذَّبُوا الرُّسُلَ " اور " كذب الرسول " میں کیا فرق ہے؟ رسول مفرد ہے۔ رسل جمع ہے۔ جمع تکسیر ہے۔ نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے۔ تو پھر یہ جمع کا صیغہ کیوں ہے؟ کیونکہ ہر رسول کا ایک ہی پیغام ہے۔ جس نے ایک رسول کو بھی جھٹلایا، اس نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔ اللہ اکبر! قوم نوح کا جرم کیا تھا؟ رسالت کو جھٹلایا۔ بنیادی پیغام کو جھٹلایا۔ توحید کو جھٹلایا۔ سزا کیا ملی؟ أَغْرَقْنَاهُمْ۔ ہم نے انہیں غرق کر دیا۔ یہ سزا ہر اس شخص کو ملی جو نوح علیہ السلام کی رسالت کا منکر تھا۔ آج جو لوگ رسالت پر ایمان نہیں لاتے وہ اپنے گناہوں میں غرق ہوجاتے ہیں۔ اور یہ اس سے بھی بڑھ کر سزا ہے۔ پانی میں غرق ہوئے تو عمل تو منقطع ہو گئے۔ اس سے بڑھ کر سزا یہ ہے، کہ کسی شخص کی عمر لمبی ہوجائے اور وہ گناہ پر گناہ کرتا جائے۔ نافرمانی پر نافرمانی کرتا جائے۔ یہ اس سے بھی زیادہ عذاب ہے۔ (نعوذ باللہ)

## رسالت پر ایمان لانے کا دوسرا طریقہ: حکم کی تعمیل کرنا

جو بھی حکم ہمیں ملا ہے، اس حکم کی تعمیل کرنا۔ اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) نے ہمیں کئی پیغام دیے ہیں۔ کسی حدیث میں کوئی حکم ہو نبی (ﷺ) کا، جیسا کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا داڑھی کو چھوڑ دو۔ (یہ حکم) فعل امر ہے۔ فعل امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ جو بھی آپ کا حکم ہمیں ملتا ہے فوراً اس کی تعمیل کرنی ہے۔ اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾

اور تمہیں جو کچھ رسول (ﷺ) دے لے لو۔" (الحشر: 07)

## رسالت پر ایمان لانے کا تیسرا طریقہ: نہی سے رک جانا

اس کی دلیل میں، سورت الحشر آیت نمبر 7 میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

اور جس سے رو کے رک جاؤ (الحشر: 07)

تقوی کے بغیر نہ تو آپ حکم پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی منع کی ہوئی چیز سے رک سکتے ہیں۔ اور نہی کی مثال، کوئی ایسی حدیث جس میں نبی (ﷺ) نے کسی چیز سے منع کیا ہو جیسے شراب منع ہے، سود، زنا کاری، منع ہے۔ شرک منع ہے (وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا) (اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو)۔ نہی کا صیغہ بعض اوقات حکم سے بھی ہوتا ہے جیسے (اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ.....) (سات ہلاک کرنے والی باتوں سے دور رہو۔۔۔) (متفق علیہ)۔ بعض اوقات خبر سے بھی ہوتا ہے جیسے (مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) (جس نے بھی کوئی نئی چیز ہمارے اس امر (دین) میں نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے) (صحیح مسلم)۔ کس چیز سے منع کیا گیا ہے؟ بدعت سے۔ نہی کا لفظ مفہوم میں موجود ہے۔ تو یہ چیزیں جاننا ضروری ہے۔

## رسالت پر ایمان لانے کا چوتھا طریقہ: عبادت اللہ تعالی کے نبی (ﷺ) کے طریقے پر کرنا

اس کی دلیل سورت آل عمران آیت 132 میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

"اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔" (آل عمران: 132)

عبادت کی دو شرائط ہیں، ان کے بغیر عبادت اللہ تعالی کے ہاں قابل قبول نہیں۔

## عبادت کی پہلی شرط: اخلاص

اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَآءَ....الأية﴾
انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔
ابراہیم حنیف کے دین پر (البینہ:05)

اور اخلاص کے تعلق سے لاالہ الا اللہ جو کلمہ توحید کا پہلا حصہ ہے، اس کی تشریح رسالہ ''کلمہ توحید'' میں بیان ہو چکی ہے۔

## عبادت کی دوسری شرط: اتباع

اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَأَطِيعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

"اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" (آل عمران:132)

اور اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

"جس نے میرے امر میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔" (بخاری)

دوسری روایت میں اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔" (مسلم)

آپ (ﷺ) کی صحیح اتباع چھ طریقوں سے ہوتی ہے۔ اگر ہم ان کو جان لیں گے تو ان شاء اللہ ہم سے کبھی بھی بدعت نہیں ہوگی۔ پھر بدعات کو اچھے طریقے سے پہچان سکتے ہیں۔

## صحیح اتباع کا پہلا طریقہ: جنس کو جاننا

عبادات کتنی ہیں؟ معدود ہیں، ہم جانتے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، عمرہ عبادت ہے، دعا عبادت ہے، قربانی اور نذر و نیاز عبادت ہے۔ یہ ساری عبادات ہیں۔ کیوں عبادت ہے؟ اس لیے کہ اس کی دلیل موجود ہے۔ جس نے دلیل کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی عبادت ایجاد کرنے کی کوشش کی، تو اس نے بدعت کی۔ اس نے نبی (ﷺ) کی اتباع نہیں کی۔ اور یہ حدیث "مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (جس نے ہمارے امر میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود

ہے )۔اس کے بعد کوئی نئی چیز ایجاد کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔احداث نئی چیز کو کہتے ہیں۔جو عبادات ہیں وہ مکمل ہو چکی ہیں۔پورا دین مکمل ہے۔اور عبادات بھی ساری مکمل ہیں۔اور تمام عبادتوں کو نبی کریم ﷺ نے بیان کر دیا ہے۔

## صحیح اتباع کا دوسرا طریقہ: قِسم

جنس تو ایجاد نہیں کرتے ہم۔جتنی ہیں اتنی موجود ہیں۔لیکن قِسم ،نماز ایک عبادت ہے۔کتنی قِسمیں ہیں، سنت نماز ہے،نفل نماز ہے،فرض نماز ہے۔پھر اسکی مزید تفصیل ہے۔وضو کی دو رکعت پڑھتے ہیں۔تحیۃ المسجد،طواف کے بعد دو رکعت،تو یہ ساری کی ساری نماز کی قِسمیں ہیں۔اجمال اور تفصیل سے۔کوئی نئی قِسم ایجاد کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔مثال کے طور پر جب نیا کپڑا پہنا جاتا ہے،اور اگر کوئی اس کے لیے دو رکعت نماز پڑھتا ہے،تو کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔کیوں کہ آپ ( ﷺ ) سے ثابت نہیں ہے۔غلطی کہاں پر ہوئی،ایک نئی قِسم ،نماز تو موجود ہے،جنس موجود ہے نماز کی،لیکن یہ قِسم کس کی ایجاد ہے؟ دوسری حدیث دیکھیں،" مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ." جس نے کوئی ایسا عمل کیا،جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔" کیا یہ عمل۔ نبی ﷺ کا تھا؟ کہ جب نئے کپڑے پہنتے تھے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے؟ نہیں۔آپ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے۔تو یہ طریقہ غلط ہے۔

## صحیح اتباع کا تیسرا طریقہ: مقدار

ہر عبادت کے لیے ایک قید لگا دی گئی ہے، اس کی مقدار یں۔ فجر کی دو رکعت ہیں۔ جو تین رکعت پڑھنا چاہتا ہے، کیا اس کی نماز قبول ہو گی؟ نہیں بلکہ مردود ہے۔ کیوں؟ نماز بھی ہے، قِسم بھی ہے، فرض نماز ہے، کیا فرق پڑتا ہے۔آخر ایک رکعت میں کتنا خیر ہے۔سورت الفاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس میں تکبیر ہے، حمد و ثناء ہے، اللہ تعالی کا ذکر ہے، دعائیں ہیں۔تو ایک رکعت پڑھنے سے فائدہ ہے یا نقصان؟ نقصان ہے۔جس نے تین رکعت پڑھ لی اس کی دو رکعت بھی نہیں ہو گی۔جس نے تین رکعت پڑھ لیں اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔کیونکہ اس نے مقدار یں غلطی کر دی۔

## صحیح اتباع کا چوتھا طریقہ: طریقہ

نماز کا طریقہ دیکھیں۔ پہلے رکوع ہے یا پہلے سجدہ ہے؟ پہلے قیام، پھر رکوع، پھر سجدہ ہے۔ تو سجدہ سے پہلے رکوع کرنا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے، کہ میں نماز سجدے سے شروع کرنا چاہتا ہوں۔ سجدہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہے۔ پہلے سجدہ کروں گا، پھر رکوع کروں گا، پھر قیام کروں گا۔ کیا اس کی نماز ہو گی؟ غلطی کہاں پر ہوئی، طریقے میں۔ مقدار تو ٹھیک ہے، اس نے دو رکعت پڑھی ہیں، لیکن آغاز اس نے نبی (ﷺ) کے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے پر کیا ہے۔

## صحیح اتباع کا پانچواں طریقہ: وقت

دو قسم کا وقت ہے، ایک عام اور ایک خاص۔ عام کی مثال جیسے درود پڑھنا، جس نے بھی آپ ﷺ پر درود پڑھا اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ کوئی خاص وقت کی قید ہے؟ عام ہے، مطلق ہے۔ جس وقت مرضی درود پڑھے۔ اگر کوئی شخص ہر اذان سے پہلے درود پڑھنا چاہتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ نہیں! کیوں جائز نہیں ہے؟ کیونکہ درود کے لیے خاص وقت متعین نہیں ہے۔ اگر تم نے مقرر کیا ہے تو اب اس خصوصیت کی اور دلیل ہونی چاہیے۔ یہ بات درست ہے کہ اذان کی فضیلت ہے، درود کی بھی فضیلت ہے۔ لیکن اذان کے پہلے درود کو جوڑ دینا، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ دلیل کیا ہے آپ کے پاس کہ یہ غلط ہے؟ "مَنۡ عَمِلَ عَمَلاً لَيۡسَ عَلَيۡهِ أَمۡرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔ "جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے"۔ یہ دلیل ہے۔

خاص وقت کو عام کر دینے کی مثال: نماز کا خاص وقت ہے۔ فجر کی نماز پڑھی سورج طلوع ہونے کے بعد۔ بغیر عذر شرعی کے کیا نماز ہو گی؟ نہیں ہو گی۔ خاص وقت ہے۔ اس وقت کے اندر آپ کو نماز پڑھنی ہے۔ تو عام کو خاص کرنا اور خاص کو عام کرنا بدعت ہے۔ یہ قاعدہ یاد رکھیں۔

## صحیح اتباع کا چھٹا طریقہ: جگہ

جگہ کو عام یا خاص کرنا۔ بعض عبادات کو جگہ سے جوڑ دیا گیا ہے۔ قید لگا دی گئی ہے۔ اور بعض کو عام کر دیا گیا ہے۔ اب نماز ہے۔ کہیں بھی پڑھی جا سکتی ہے، کوئی خاص جگہ ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں: "جُعِلَتۡ لِي ٱلۡأَرۡضُ مَسۡجِدًا وَطَهُورًا"۔ "میرے لیے ساری کی

ساری زمین مسجد اور پاک کر دی گئی ہے" (بخاری)۔ مسلمان کو جہاں کہیں بھی پاک جگہ ملے وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ نماز باجماعت پڑھنا مردوں کے لیے فرض ہے۔ میں جگہ کی عمومی بات کر رہا ہوں کہ جہاں بھی آپ کو جگہ ملے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی شخص کہتا ہے میں اپنے گھر کے فلاں کونے میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ یا فلاں جگہ خاص ہے۔ وہاں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس نے بغیر کسی دلیل کے عام کو خاص کر دیا۔ بدعت کی اور یہ جائز نہیں ہے۔ اب نماز پڑھنا تو ٹھیک ہے، زمین بھی پاک ہے، اب اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ جگہ مبارک ہے؟ جو لوگ مزارات پر جا کر نماز پڑھتے ہیں، کہ یہ جگہ مبارک ہے، جائز نہیں ہے، بدعت ہے۔ اور اگر خاص اس پیر کے لیے پڑھی جا رہی ہے، تو یہ شرک ہے۔ تو یاد رکھیں کہ جگہ کے مبارک ہونے کی دلیل بھی ہونی چاہئے الگ سے۔

خاص جگہ:۔ مثلاً طواف۔ ہم طواف کہاں کرتے ہیں؟ ایک خاص جگہ کا طواف ہوتا ہے۔ طواف عبادت ہے۔ صرف اللہ تعالی کے گھر کعبہ کا طواف ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اور جگہ کا طواف کرنا چاہتا ہے، عبادت کی نیت سے، کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ طواف کی عبادت میں خاص جگہ کی قید لگا دی گئی ہے۔ اس کو عام کرنے کے لیے دوسری دلیل کی ضرورت ہے۔ اور دوسری کوئی اور دلیل ہے ہی نہیں۔ تو یہ چھ طریقے ہیں جس سے آپ (ﷺ) کے طریقے کی اتباع کی جاتی ہے۔

اتباع کیسے کی جاتی ہے؟ جنس نئی ایجاد نہیں کریں گے۔ جو ہیں اتنی ہی ہیں۔ قسم اپنی طرف سے نہیں بنائیں گے۔ مقدار اتنی ہی، زیادہ یا کم نہیں۔ طریقہ بھی ویسا ہی، تبدیل نہیں ہے۔ وقت بھی مقرر ہے اس کے مطابق۔ جگہ بھی اپنی مرضی سے نہیں ہوگی۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں طواف ایک خاص وقت میں کروں گا، کیا یہ صحیح ہے؟ غلطی کہاں ہوئی، وقت میں۔ وقت کو خاص کر دیا۔ کوئی کہے کے میں سات چکروں کی بجائے آٹھ چکر لگانا چاہتا ہوں تو یہ جائز نہیں ہے۔ شک کی بنیاد الگ ہے۔ کہ اس کو شک ہوا کہ ساتواں چکر ہے یا آٹھواں۔ اگر کوئی جان بوجھ کر آٹھ چکر لگاتا ہے، تو نہ اس کا عمرہ ہے اور نہ ہی اس کا حج ہے۔ غلطی کہاں پر ہوئی مقدار میں۔ اسی طرح اگر کوئی الٹا چکر لگانا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ غلط ہے۔

## نبی (ﷺ) کا دوسرا حق :اتباع

اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

"اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔" (آل عمران:132)

کون نہیں چاہتا کہ اس پر رحم نہ کیا جائے؟ ہم سب محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے۔ واللہ سارے کے سارے محتاج ہیں۔لیکن ایک راستہ ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ سر جھکانا پڑے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) فرماتے ہیں:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

"میری ساری کی ساری امت جنت میں جائے گی، سوائے ان لوگوں کے جو جنت میں جانے سے انکار کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرتا ہے۔ اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں: جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا، جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔" (بخاری)

## نبی (ﷺ) کا تیسرا حق: محبت

اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے لیے اس کی اولاد، اس کے والدین، اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری)

اولاد، والدین اور دنیا کے سارے لوگ جس میں بیوی، دوست و احباب، رشتہ دار سب شامل ہیں۔ جب تک آپ (ﷺ) سے سب سے بڑھ کر محبت نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ہم مومن نہیں ہو سکتے۔ پتہ تب چلتا ہے جب آزمائش آتی ہے۔ ایک طرف آپ (ﷺ) کا فرمان ہے، دوسری طرف پسندیدہ امام کا فرمان

ہے۔تب پتا چلتا ہے محبت کا، کہ کس کی محبت غالب ہے۔زبان سے ہم سب دعوی کرنے والے ہیں۔ یقین تو تب ہوتا ہے جب عمل کی باری آتی ہے۔کہ کس کے قول پر عمل کرتے ہیں۔جب بیوی کی بات آتی ہے نبی (ﷺ) کی بات کے خلاف تو بیوی کی بات کو مان لیتے ہیں یا آپ (ﷺ) کے فرمان کو۔ اس وقت پتا چلتا ہے کہ صرف دعوی کرنے والے ہیں یا سچی محبت کرنے والے۔

## نبی (ﷺ) کا چوتھا حق: توقیر، احترام اور تعظیم کرنا

یہ بھی بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ اللہ کے نبی (ﷺ) کی توقیر، احترام اور تعظیم کرنی ہے۔اور آپ (ﷺ) کا احترام، توقیر اور تعظیم فرض ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَرْفَعُوٓا۟ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِىِّ وَلَا تَجْهَرُوا۟ لَهُۥ بِٱلْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَٰلُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝﴾

(الحجرات:1-2)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

ان آیات میں آپ (ﷺ) کی تعظیم اور احترام کا پیغام ہے۔ایک دفعہ ایک وفد اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کے پاس آیا۔اسلام قبول کیا۔اللہ کے نبی (ﷺ) نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ اس وفد کا امیر کس کو بنائیں۔جب سفر پہ جائیں گے تو امیر ہوگا جوان کو دین سکھائے گا۔تو کون ایسا شخص ہے جس کو امیر بنائیں۔سیدنا عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے ایک شخص کا نام لیا، کہ ان میں سے فلاں شخص ہے۔آپ (ﷺ) نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، تو انھوں نے کوئی دوسرا نام تجویز کیا۔سیدنا عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ نے میری مخالفت ہی کرنی تھی؟ جو نام میں

نے دیا، آپ نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام دے دیا۔ ابوبکر صدیق نے جواب میں یہ فرمایا: میں آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔ میری رائے تھی میں نے دے دی۔ بس اتنی سی بات ہوئی، اللہ تعالی کو پسند نہ آئی۔ ( جب کہا جاتا ہے الشیخان تو اس سے مراد ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا ہیں )۔ آپ ( ﷺ ) کے سامنے شاید تھوڑی سی آواز زیادہ ہوئی ہوگی۔ اللہ تعالی کو پسند نہ آیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: " اے ایمان والو! آگے نہ بڑھو اللہ اور اس کے رسول سے، اللہ سے ڈرو، اللہ تعالی خوب سنتا ہے اور جانتا ہے، جو تم کہتے ہو وہ خوب جانتا ہے۔ اے ایمان والو، اپنی آوازیں بلند نہ کرو، آپ ( ﷺ ) کی آواز سے۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ کہیں تمھارے سارے کے سارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں، اور تمھیں شعور تک بھی نہ ہو"۔ کس کے عمل کی بات ہو رہی ہے؟ ہماری حیثیت کیا ہے؟ یہ آیت ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب ( رضی اللہ عنہا ) کے لیے ہے۔ کہ کہیں تمھارے سارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔ اور تمھیں شعور تک نہ ہو۔ صرف تھوڑی سی آواز بلند ہوئی۔ آج ہمارا کیا حال ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر ( ﷺ ) ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ لیکن آپ ( ﷺ ) کا فرمان ہمارے پاس ہے۔ حدیث کے سامنے سر اٹھانا بھی جرم ہے۔ حدیث کے سامنے حدیث سے بڑھ کر بولنا بھی جرم ہے۔ یہ بھی اللہ تعالی کو پسند نہیں۔ کیونکہ حدیث دوسری وحی ہے، قرآن کے ساتھ۔ اور عجب ہے ان لوگوں پر جو حدیثوں کا مکمل انکار کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں صرف قرآن ہی ہے قرآن پر عمل کرو۔ واللہ حدیث کے بغیر قرآن پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالی چاہتا ہے۔ صرف فجر کی دو رکعت نماز قرآن سے پڑھ کر دکھائیں۔ واللہ بغیر حدیث کے آپ پڑھ ہی نہیں سکتے۔ تو پھر یہ فتنہ، یہ شر کہاں سے آیا۔ یہ جاہل لوگوں کا ایجاد کردہ شر ہے۔ یہ شیطان من الانس کے ایجاد کردہ شر ہیں۔ یہ زندگی کا قاعدہ بنا لیں، کہ اگر کوئی آپ کو یہ کہے کہ بعض احادیث ایسی ہی ہیں کہ ہم قرآن پر عمل نہیں کر سکتے۔ یا قرآن ہی کافی ہے عمل کے لیے، یا حدیث ضروری نہیں، ایسے شخص سے فوری دوری اختیار کر لیں۔ یہی نجات کا راستہ ہے۔ اس کی بات کو سنیں ہی نہیں۔ دوست تو دور کی بات ہے، اگر والدین بھی کہتے ہیں، کہ صرف قرآن کافی ہے تو ان کی اس بات کو چھوڑ دیں۔ اس تعلق سے کبھی بھی ان سے بات نہ کریں۔ ان کا احسان باقی رہتا ہے۔ دنیاوی احسان باقی رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالی کا حق سب سے پہلا ہے۔

## نبی ( ﷺ ) کا پانچواں حق: درود پڑھنا

ہم سب جانتے ہیں، اس معاملے میں ہر مسلمان اور ہر فرقہ والے کا اجماع ہے۔ آپ ( ﷺ ) پر درود بھیجا جاتا ہے۔ اس کی دلیل سورت الاحزاب کی آیت نمبر 56 میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(الاحزاب:56)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم ( بھی ) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام ( بھی ) بھیجتے رہا کرو۔

اللہ کے پیارے نبی ( ﷺ ) فرماتے ہیں : "اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے جس کے پاس میرا ذکر ہوا، اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔" ( ترمذی ) بدبختی ہے، بخیل ہے ایسا شخص جو درود نہیں بھیجتا۔

قاعدہ: درود صرف وہی پڑھے گا جو تعظیم کرتا ہے، تعظیم وہی کرتا ہے جو محبت کرتا ہے۔ محبت وہی کرے گا جو اتباع کرتا ہے اور اتباع وہی کرے گا جو ایمان لاتا ہے۔ اس ترتیب سے یاد کریں گے تو آپ کو پانچ حقوق یاد ہو جائیں گے۔ جو تعظیم نہیں کرتا وہ کیا درود پڑھے گا۔ بغیر محبت کے کیا کسی کی تعظیم کر سکتے ہیں؟ محبت ہے تو تعظیم بھی ہے۔ اور محبت کے بغیر اتباع ممکن نہیں۔ اور بغیر ایمان کے اتباع ممکن نہیں۔ یہ پانچ چیزیں لازم وملزوم ہیں۔ یہ پانچ حقوق ہیں اللہ کے پیارے نبی ( ﷺ ) کے۔

# بعض شبہات کا ازالہ

## پہلا شبہ: کیا نبی ( ﷺ ) فوت ہو چکے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ اسکی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ﴾

یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ (الزمر:30)

جواس دنیا میں مخلوق آئی ہے وہ فناء ہو کے رہے گی۔ كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ۔زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ جولوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ (ﷺ) ابھی زندہ ہیں، واللہ! اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ کیا کوئی شخص تصور کرسکتا ہے کہ وہ اپنے زندہ والد کو غسل دے۔ والدزندہ ہے، غسل دے، اسے کفن دے، اسے قبر میں ڈال کے مٹی اس پر ڈالے۔ کوئی کرتا ہے؟ دشمن کے ساتھ کوئی کرتا ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) سید ولد آدم، سیدالانبیاء و المرسلین (ﷺ) پر کیا صحابہ کرام نے ظلم کیا؟ نعوذ باللہ۔ زندہ دفن کر دیا! نہیں عقلیں کہاں گئی لوگوں کی دلیل تو بالکل واضح ہے۔ اس کے باوجود آج بھی بعض لوگوں کو یہ خدشہ ہے، یہ غلط فہمی ہے کہ آپ (ﷺ) زندہ ہیں ہمیشہ زندہ ہیں، حاضر وناظر ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ اور اگر زندہ ہیں تو جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو کیا دنیاوی زندگی زمین سے اوپر بہتر ہے یا زمین سے نیچے؟ اللہ کے لیے دیکھیں گستاخ کون ہیں؟ جانتے ہیں دنیاوی زندگی سے مطلب کیا ہے کہ زندگی کا تعلق اس دنیا سے ہے۔ اس دنیا میں زمین کے نیچے کون سی مخلوق رہتی ہے؟ کیڑے مکوڑے رہتے ہیں اور کون سی مخلوق رہتی ہے۔ تو دنیاوی زندگی کا معنی ہے نعوذ باللہ کہ آپ نبی (ﷺ) کی شان میں اتنی بڑی گستاخی کر رہے ہیں کہ وہ ہیں بھی زمین کے نیچے اور ہیں بھی دنیاوی زندگی سے زندہ۔ اس لیے بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں غلطی ہوگئی ہے، بہتر ہے کہ برزخی دنیاوی کہیں۔ برزخی دیناوی کہاں سے ایجاد ہوئی؟ تو دنیاوی زندگی ہے یا برزخی ہے۔ سچ کی بات کہاں سے آئی۔ یاد رکھیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر (ﷺ) زندہ ہیں لیکن دنیاوی زندگی سے نہیں برزخی زندگی سے زندہ ہیں۔ وہ تو ہر بندہ زندہ ہوتا ہے۔ وہ تو کافر بھی زندہ ہے تو کیا فرق ہے؟ تو یہ کون سی بڑی بات ہوئی۔ یاد رکھیں، سب سے عظیم، خوبصورت اور پیاری برزخی زندگی انبیاء (علیہ السلام) کی ہے۔ اور انبیاء میں سب سے افضل اور اعلی زندگی محمد مصطفی (ﷺ) کی ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے، ہے برزخی زندگی لیکن دو قبریں ہیں ایک ساتھ، کیا دونوں کی ایک جیسی زندگی ہے؟ ایک کے لیے، نعوذ باللہ یہ قبر جہنم کی آگ کا گڑھا ہے، اور اس کی ساتھ والی قبر میں دو انچ کا فاصلہ تین انچ کا فاصلہ ہے، جنت کا باغ ہے۔ ممکن ہے کہ نہیں؟ تو دونوں کی زندگی الگ ہے لیکن ہے برزخی زندگی۔ شہداء کی زندگی افضل ہے، اچھی زندگی ہے اور ان سے بہتر زندگی انبیاء

(علیہم السلام) کی ہے اور سب سے افضل زندگی محمد (ﷺ) کی زندگی ہے، لیکن یہ برزخی زندگی ہے۔

## دوسرا شبہ: کیا نبی (ﷺ) کائنات کی تخلیق کا سبب ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ اللہ تعالی نے اس کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ سبب ہے کہ نہیں؟۔ اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کو کیوں پیدا کیا؟ اس کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ ہمیں کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

"اور میں نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا سوائے اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں" (الذاریات:56)

جولوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس کائنات کی تخلیق صرف آپ (ﷺ) کے لیے کی ہے۔ اپنی نفس پر ظلم کر رہے ہیں۔ قرآن کی آیت بالکل واضح ہے اور پھر آپ (ﷺ) موجود ہی نہیں تھے۔ زمین اور آسمان کو تو پہلے پیدا کیا۔ تو کس لیے پیدا کیا؟ جب جہالت کی وجہ سے عقل کام نہیں کرتی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ اگر زمین وآسمان کی تخلیق آپ (ﷺ) کے بعد ہوتی، یہ آیت بھی نہ ہوتی، کوئی دلیل بھی نہ ہوتی، تب تو ہم کہہ سکتے تھے، لیکن آیت بالکل واضح ہے۔ اور اس روشن سورج کی طرح ہر شخص جانتا ہے، کہ آپ (ﷺ) کی پیدائش اسی زمین پر ہوئی ہے۔ آپ (ﷺ) سے پہلے بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں۔ تو پھر ان سب کی پیدائش، ان سب کے وجود کا مقصد ایک ہے۔ "اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" (میری (اللہ تعالی کی) عبادت کریں) غلط فہمی بھی یاد رکھیں اور دلیل بھی یاد رکھیں۔ دلیل کو یاد کرنا بہت آسان ہے۔ مشکل نہیں ہے۔

## تیسرا شبہ: کیا نبی (ﷺ) نور ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

"کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔" (الکھف:110)

فرق کیا ہے، کہ نبی (ﷺ) پر وحی نازل ہوئی، اور یہی برتری ہے، اور یہی عظمت ہے۔ اور بلند درجات ہیں۔ بشریت کی دلیل کیا ہے؟ اس میں لفظ کون سا ہے؟ بشر کا۔ پھر بھی لوگوں نے کہا کہ یہ اگر نور نہیں ہیں تو پھر نوری بشر ہیں۔ اس کا جواب کیا ہے؟ "مِثْلُكُمْ" (تمہارے جیسا)۔ واضح ہے کہ نہیں؟ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کیوں ہے؟ بشر کافی تھا۔ تا کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ بات کبھی نہ آئے کہ ہمارے جیسے بشر نہیں ہیں۔ کوئی اور بشر ہیں۔ تو اس لفظ کی کیا ضرورت ہے۔ کہ تمہارے جیسا ہی بشر ہوں۔ لیکن برتری کس چیز میں ہے، ہم میں اور نبی میں کیا فرق ہے؟ "يُوحَىٰ إِلَيَّ" (میری طرف وحی آتی ہے)۔ ہر غلط فہمی کا جواب ہے۔ پھر شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے، اس سے پہلے کہ شیطان وسوسہ ڈالے، جواب پہلے سے ہی موجود ہے۔ لیکن شیاطین الانس نہیں سمجھتے۔ یہ شیاطین الجن سے بھی بڑے شیطان ہیں۔ نعوذ باللہ۔ دوسری دلیل اس سے زیادہ واضح ہے۔ اللہ تعالی سورت الزخرف آیت نمبر 15 میں فرماتے ہیں.

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾

"اور انھوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرا دیا یقیناً انسان کھلم کھلا ناشکرا ہے" (الزخرف:15)

یعنی بعض لوگوں نے اللہ تعالی کے بندوں میں سے بعض کو اللہ تعالی کا حصہ بنا دیا، جو یہ تصور کرتا ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوقات میں سے کوئی بھی مخلوق اللہ تعالی کا حصہ ہے وہ کھلم کھلا کفر کرنے والا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی واضح دلیل ہے؟ یہ آیت تب نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالی کی بیٹیاں ہیں۔ بیٹا یا بیٹی اپنے والدین کے وجود کا حصہ ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالی نے فرمایا، جس نے ایسا کیا وہ کھلا کفر کرنے والا ہے۔ آج بعض لوگ کیا کہتے ہیں؟ 'نور من نور اللہ' یعنی اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔ اللہ تعالی کیا فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾

"اور انھوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرا دیا یقیناً انسان کھلم کھلا ناشکرا ہے" (الزخرف:15)

جس کے دل میں آیت بھی کوئی فرق نہ ڈال سکے، تو اس کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں سوائے دعا کے۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں اورسب مسلمانوں کو ہدایت اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## چوتھا شبہ: کیا نبی (ﷺ) کوخواب میں دیکھا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔لیکن ایک شرط بھی ہے۔ وہ یہ کہ حلیہ مبارک معلوم ہونا چاہیے۔حلیہ مبارک کیسے جانیں گے؟ آپ (ﷺ) کا چہرہ کیسا تھا، آپ (ﷺ) کی جسامت اور قدوقامت کیسی تھی۔آپ (ﷺ) کے بال کیسے تھے، داڑھی کیسی تھی۔ یہ جاننا بہت ضروری ہے۔ پھر اس کی دلیل کیا ہے کہ نبی (ﷺ) کوخواب میں دیکھا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي (بخاری)

"اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے دیکھا۔ بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔" اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کوخواب میں دیکھا جا سکتا ہے۔آپ (ﷺ) کا دیدار خواب میں ممکن ہے۔لیکن جس شخص کو آپ نے کبھی دیکھا نہ ہو۔تو آپ کیسے پہچان سکتے ہیں کہ یہ وہی ہے۔اور جس نے نہیں دیکھا، اگر وصف سے بتایا جائے، کہ ایسا ہی وصف ہے، تو ایک خاکہ سا بن جاتا ہے۔اگرچہ سوفیصد نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر میں نے اپنے دادا کو نہیں دیکھا، ان کی وفات میری پیدائش سے پہلے ہو گئی۔ والد صاحب سے میں نے سنا کہ ان کی شکل وصورت کیسی تھی۔ میں نے اپنے والد کو دیکھا ہے۔تو مجھے پتا ہے کہ میرے والد ہی ہیں۔لیکن جب دادا کو دیکھتا ہوں تو کیا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ میرے دادا ہی ہیں؟ یقینا نہیں کہہ سکتا۔ جوصفات بتائی گئیں اسی طرح کی شکل تو میں نے دیکھی۔ یہ صحیح ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔تو ہے یا نہیں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔لیکن جب ہم بات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی (ﷺ) کی، تو پھر ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔اس لیے جب خواب میں آتے تو پہچان لیتے تھے۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی نے الشمائل المحمدیہ میں روایت کیا ہے اور فتح الباری میں اس کی مزید تشریح بھی موجود ہے۔ کوئی شخص نبی (ﷺ) کوخواب میں دیکھتا اور یہ کہتا کہ میں نے آپ (ﷺ) کوخواب میں دیکھا ہے، تو اس سے پہلے کہ وہ خواب سناتا، سیدنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ سوال کرتے، کہ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے کس کو خواب میں دیکھا ہے۔حلیہ مبارک پوچھتے، وصف اگر نبی (ﷺ) کے وصف کے مطابق ہوتا، تو خواب سن لیتے، اور اگر آپ (ﷺ) کے وصف جیسا نہ ہوتا تو خواب نہیں سنتے تھے۔کیونکہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا تھا۔جب وصف بتادیتے، تو جنھوں نے دیکھا ہے وہ تصدیق کرسکتے ہیں۔میں یہ بات کیوں کررہا ہوں؟اس لیے کہ خوابوں کے اس چوردروازے سے دین میں بہت سی بدعات اور خرافات نے جنم لیا ہے۔ہر بندہ آکر کہتا ہے کہ فلاں بزرگ ہے۔یا آپ (ﷺ) خواب میں آئے، اور فلاں درود دے گئے۔درود تاج ہے، درود لکھی ہے، درود فاتح ہے، یا فلاں ذکر دے کر گئے۔یا آپ (ﷺ) خواب میں آئے اور مدرسہ کی بنیاد رکھ کر گئے۔ ہر بندہ اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی بات کہتا رہتا ہے۔سچا کون ہے، جھوٹا کون ہے؟جس نے آپ (ﷺ) کو دیکھا، آپ کے حلیہ کے مطابق اس نے صحیح دیکھا۔شیطان مردود کبھی بھی نبی (ﷺ) کی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔اللہ تعالی نے اسے یہ توفیق ہی نہیں دی۔اور نہ وہ کرسکتا ہے۔کیا اس حدیث میں یا کسی بھی اور حدیث میں یہ ہے کہ شیطان میرا نام نہیں لے سکتا؟ایک حدیث میں بھی نہیں ہے۔تو فرق کیا ہے دونوں میں؟ میرا نام نہیں لے سکتا، اور میری شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا۔کوئی فرق ہے کہ نہیں؟ یعنی شیطان آپ سے یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں محمد ہوں، لیکن حلیہ آپ (ﷺ) کا نہیں ہوگا۔سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔بعض کتابوں میں عجب بات ہے۔"بهجة القلوب" ایک رسالہ ہے جس میں مولوی محمد زکریا کے خوابوں کا ذکر ہے۔اس میں مصنف فضائل حج کے تعلق سے لکھتا ہے، کہ فضائل حج کتاب اوپر پڑی تھی، آپ (ﷺ) کو خواب میں دیکھا، وہ دیکھ رہے تھے، مسکرا رہے تھے، خوشی کا اظہار کررہے تھے۔اور آپ (ﷺ) کی سفید داڑھی تھی، اور عینک پہنی ہوئی تھی۔کیا یہ خواب سچا ہے؟ آپ (ﷺ) کی داڑھی کے کتنے بال سفید تھے؟ بیس سے زیادہ نہیں تھے۔سفید داڑھی کا کیا معنی ہے؟ کہ شاید بیس کالے بال بھی نہ ہوں۔سفید داڑھی ہے اور پھر عینک بھی پہنی ہوئی ہے۔عینک کب ایجاد ہوئی؟ کیا آپ (ﷺ) عینک پہنا کرتے تھے؟ تو اس سے ان لوگوں نے یہ ثابت کیا، کہ فضائل حج بڑی عظیم کتاب ہے۔آپ (ﷺ) کو خواب میں دیکھا اور اس کتاب کی تائید ہوگئی۔آپ (ﷺ) بہت خوش ہوئے۔اور ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے آپ (ﷺ) کو خواب میں دیکھا ہی نہیں۔کیونکہ آپ (ﷺ) کا حلیہ مبارک یہ نہیں ہے۔

## پانچواں شبہ: کیا نبی (ﷺ) پر ایمان لائے بغیر جنت میں جانا ممکن ہے؟

جواب: جی نہیں۔ دلیل کیا ہے؟ اللہ تعالی سورت النساء آیت نمبر 150 اور 151 میں فرماتے ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝١٥٠ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا﴾

"جولوگ اللہ تعالی کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اور جولوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں، اور جولوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے، اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ نکالیں یقین مانو، کہ یہ سب لوگ اصل کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔" (النساء:150–151)

واضح دلیل ہے کہ نہیں؟ رسالت پر ایمان ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ارکان ایمان میں سے چوتھا رکن ہے (رسولوں پر ایمان لانا)۔ اس کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔ جب صحیح نہیں ہے تو باطل ہے۔ باطل کا معنی کفر ہے۔ تو رسالت پر ایمان لازم ہے۔ وجزاکم اللہ خیرا

## نوٹ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس محمد رسول اللہ (ﷺ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ اور قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

جزاکم اللہ خیرا